مزار پر نذر نیاز اور قبر پر قرآن مجید پڑھنا

یہ فتویٰ جلد دوم کے صفحہ ۱۰۷ پر درج ہو چکا ہے۔

عقیقہ کا بیان

سات روز کے بعد عقیقہ

سوال ۔ اگر کوئی شخص کسی عذر سے بعد سات روز کے عقیقہ کرے تو اس کا عقیقہ ہوگا یا نہیں؟

جواب ۔ نیل الاوطار وغیرہ میں بعض روایتیں ایسی ذکر کی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سال یا زیادہ کے بعد بھی عقیقہ درست ہے لیکن اس کی مثال قضا کی ہوگی مدلول کی اس سے سات دن سے متجاوز نہ ہونا چاہیئے اگر کسی مجبوری سے رہ جائے تو پھر چودہ کو پھر اکیس کو ہی۔ نیل الاوطار میں ہے۔

وَيَدُلُّ عَلَى ذَالِكَ مَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ وَلِأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَلِإِحْدَى وَعِشْرِينَ.

یعنی ساتویں دن کے بعد چودھویں پھر اکیسویں دن عقیقہ کرنے پر بیہقی کی حدیث دلالت کرتی ہے۔ جو عبداللہ بن بریدہ رض نے اپنے والد کے واسطے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ ساتویں و چودھویں و اکیسویں دن کیا جائے۔

فتح الباری میں ہے۔

وَقَدْ وَرَدَ فِيهِ حَدِيثٌ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ أَنَّهُ تَفَرَّدَ بِهِ.

یعنی طبرانی میں ساتویں دن کے بعد عقیقہ کی حدیث آئی ہے۔ جو اسماعیل بن مسلم نے عبداللہ بن بریدہ سے اس نے اپنے باپ کے واسطے سے روایت کی ہے اور اسماعیل ضعیف ہے اور طبرانی نے کہا ہے کہ روایت میں یہ اکیلا ہے اس کی موافقت کسی نے نہیں کی۔ فتح الباری کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ چودھویں اور اکیس دن کی روایت بیہقی والی بھی ضعیف ہے کیونکہ طبرانی کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن مسلم اس روایت میں

اکیلا ہے تو معلوم ہوا کہ بیہقی میں بھی یہی راوی ہے پس یہ روایت ضعیف ہوئی اسی طرح وہ روایت بھی ضعیف ہے جس میں یہ لفظ ہیں۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِہٖ بَعْدَ النُّبُوَّۃِ (فتح الباری جزء ۲۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا اس میں عبداللہ بن محرر راوی ضعیف ہے چنانچہ فتح الباری کے اسی صفحہ میں اس کے ضعف کی تصریح کی ہے مناسب یہی ہے کہ عقیقہ ساتویں روز ہو۔ ورنہ بعد کو قضاء کے حکم میں ہوگا۔ یعنی اگر غلطی سے ساتویں دن رہ جائے تو پھر چودہویں یا اکیسویں سہی، ورنہ پھر جب چاہے کرے۔ کیونکہ قضاء کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ مگر پھر بھی جلدی بہتر ہے کیونکہ کیا پتہ ہے موت آجائے اور یہ کام درمیان رہ جائے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عقیقہ کے جانور میں شرکت

سوال۔ جس طرح قربانی میں شریک ہو جاتے ہیں اسی طرح عقیقہ میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں!

جواب۔ عقیقہ کی بابت حدیث میں کوئی تفصیل نہیں آئی۔ صرف گائے کا ذکر ہے نیل الاوطار میں بحوالہ طبرانی اور ابوالشیخ حضرت انس رضہ سے مرفوع روایت درج کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ یُعَقُّ عَنْہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (نیل الاوطار) یعنی لڑکے کی طرف سے اونٹ، گائے، بکری کا عقیقہ کیا جائے اس حدیث میں حصوں کا کوئی ذکر نہیں۔ نیل الاوطار میں اس محل پر لکھا ہے کہ امام احمدؒ پورے اونٹ اور گائے کے قائل ہیں اور بعض علماء عقیقہ کو قربانی پر قیاس کرتے ہیں ان کے نزدیک سات حصے ہوں گے۔ چنانچہ نیل الاوطار اس محل پر رافعیؒ کا قول ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں سات حصے ہو سکتے ہیں۔ پھر نیل الاوطار میں کہا ہے کہ اونٹ کی قربانی میں دس حصے بھی ہو سکتے ہیں اور جو عقیقہ کو قربانی پر قیاس کرتا ہے۔ وہ شاید عقیقہ میں اونٹ کے دس حصے کا بھی قائل ہو غرض علماء کے اس قسم کے خیالات ہیں اس لئے پورا اطمینان نہیں کیونکہ ممکن ہے شارع کا مقصد دو جانیں ہوں تو پھر ایک گائے اونٹ بھی لڑکے کی طرف سے کافی نہیں ہوں گے چہ جائیکہ ان میں حصے ہو سکیں پس ایسے موقع پر احتیاط پر عمل اور شبہات سے پرہیز چاہیئے۔ نعمان بن بشیرؓ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے ان دونوں کے درمیان شبہ والی اشیاء ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے پس جو شبہ والی اشیاء سے بچے اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو شبہ والی اشیاء میں واقع ہو گیا وہ گویا حرام

میں واقع ہوگیا جیسے چرواہا چراگاہ کے ارد گرد چرائے تو وہ ڈر ہے کہ چراگاہ میں چرائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کام میں شبہ ہو اس سے پرہیز ہی مناسب ہے پس گائے میں حصوں سے پرہیز بہتر ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

عقیقہ کے جانور میں قربانی کی شرائط

سوال۔ عقیقہ کا جانور کس عمر کا ہو۔ صاحب سبل السلام نے کہا ہے کہ شرائط اس کے صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ بالقیاس ہیں۔

جواب۔ عقیقہ کے جانور کے متعلق کسی حدیث میں تصریح نہیں ہاں صرف مُكَافِئَتَانِ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی کتب لغت حدیث (نہایہ۔ مجمع البحار وغیرہ) میں مسنہ وغیرہ کے لکھے ہیں، مجمع البحار میں ہے۔ وَفِي حَدِيثِ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ يعني مُتَسَاوِيَتَيْنِ فِي السِّنِّ اي لَا يُعَقُّ عَنْهُ اِلَّا بِمُسِنَّةٍ وَاَقَلُّهُ اَنْ يَكُوْنَ جَذَعًا كَمَا يُجْزِئُ فِي الضَّحَايَا وَقِيْلَ مُتَسَاوِيَتَانِ اي مُتَقَارِبَتَانِ اَوْ يَكُوْنُ مَعْنَاهُ مُعَادِلَتَانِ لِمَا يَجِبُ فِي الزَّكٰوةِ وَالْاُضْحِيَةِ مِنَ الْاَسْنَانِ وَيَحْتَمِلُ مَعَ الْفَتْحِ اي يُرَادُ مَذْبُوْحَتَانِ مِنْ كَافَأَ الرَّجُلُ بَيْنَ بَعِيْرَيْنِ اِذَا نَحَرَ هٰذَا ثُمَّ هٰذَا مَعًا مِنْ غَيْرِ تَفْرِيْقٍ كَاَنَّهُ يُرِيْدُ شَاتَيْنِ يَذْبَحُهُمَا مَعًا ح اَرَادَ اَنَّهُمَا مُتَكَافِئَتَانِ فِي السِّنِّ اي تَكُوْنَانِ تُجْزِيَانِ فِي الضَّحَايَا لَا يَكُوْنُ اَحَدُهُمَا مُسِنَّةً وَالْاُخْرٰى غَيْرَ مُسِنَّةٍ۔ مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۲۴۶ یعنی دونوں بکریاں سن میں برابر ہوں جس سے مقصد یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور مسنہ ہونا چاہئے اور اقل درجہ یہ ہے کہ (دنبہ) جذعہ ہو جیسے قربانی میں جذعہ کفایت کرتا ہے (یعنی دنبہ چھ ماہ کا کافی ہے) اور کہا گیا ہے کہ آپس میں برابر ہوں دونوں میں عمر کے لحاظ سے بڑا فرق نہ ہو۔ یا یہ معنی ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے جانور کے برابر ہوں اور فاء کی فتح کے ساتھ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے جلدی ذبح کئے جائیں۔ ایک کے ذبح کے بعد دوسرے کے ذبح کرنے میں تاخیر نہ کی جائے عرب کہتے ہیں كَافَأَ الرَّجُلُ بَيْنَ بَعِيْرَيْنِ (پے درپے دو اونٹ ذبح کئے) یہ اس وقت کہتے ہیں۔ جب ایک کے بعد متصل دوسرا اونٹ ذبح کیا جائے اور شرح جامع الاصول میں ہے کہ مسنہ ہونے میں مساوات مراد ہے یعنی بکریاں ایسی ہوں جو قربانی میں کفایت کر سکیں۔ ایک مسنہ اور دوسری غیر مسنہ نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکافئتان کے معنی میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے قربانی کے جانور کے برابر کوئی کہتا ہے ایک دوسرے

کے برابر کوئی کہتا ہے ذبح ہونے میں برابر یعنی ایک دوسرے کے متصل ذبح کئے جائیں۔ جب اس لفظ کا ایک معنی قربانی کے جانور کے برابر ہونا بھی ہے تو ایسے موقعہ پر احتیاط اسی میں ہے کہ مسنہ ذبح کرے تاکہ اختلاف سے نکل جائے بلکہ احتیاط مناسب ہے کہ باقی شرائط قربانی کا لحاظ بھی رکھا جائے میرا اپنا عمل اسی پر ہے اور ایک سال سے کم عمر کا جانور تو دنبہ کے سوا کسی صورت جائز ہی نہیں کیونکہ حدیث میں شاۃ کا حکم ہے بکریوں کی جنس میں چھوٹی عمر کے لئے عناق عتود وغیرہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور جب بچہ جننے کے لائق ہو جائے تو شاۃ کا لفظ بولتے ہیں جیسے انسان میں چھوٹی عمر کے لئے جاریۃ۔ ولیدہ جبیۃ وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جب بلوغ کا زمانہ آجاتا ہے تو مرأۃ کا لفظ بولا جاتا ہے اور ہمارے محاورہ میں عورت کہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح عربی محاورہ میں شاۃ کا لفظ ہے اور بکری عموماً سال کے اندر بچہ جننے کے قابل نہیں ہوتی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سال سے کم تو کسی صورت ہی جائز نہیں۔ اور قربانی کے جانور کے برابر ہو یعنی مسنہ ہو اور باقی شرائط قربانی کے جانور کے بھی پائے جائیں تو یہ اسلم طریق ہے اس میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں رہتا حدیث میں ہے۔ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ یعنی شک کا کام کو چھوڑ کر وہ کام کر جس میں شک نہ ہو۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ

عقیقہ کو نسیکہ کہنے کی وجہ

سوال۔ ایک حدیث میں عقیقہ نام کو مکروہ سمجھا گیا ہے اور عقیقہ کی بجائے نسیکہ کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کی وہی شرائط ہیں جو نسیکہ کی ہیں؟

جواب۔ نسیکہ کہنے کی یہ وجہ نہیں کہ اس کے احکام قربانی کے ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیقہ چونکہ عقوق سے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں اور اس سے عاق ہے، اس لئے عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور اس کی بجائے نسیکہ نام پسند کیا۔ پس اس سے قربانی کے احکام سمجھنا غلطی ہے علاوہ اس کے قربانی میں تو ایک بکری ایک گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اور عقیقہ میں ایک بکری ایک لڑکے کی طرف سے کافی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں دو بکریاں بتلائی ہیں تو پھر اس سے قربانی والے احکام کس طرح سمجھے جا سکتے ہیں ہاں بعض اور روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ عمر قربانی والی ہونی چاہیئے۔

کراہت تنزیہی

عقیقہ کے نام سے کراہت تنزیہی مراد ہے یعنی یہ نام بہتر نہیں۔ اگر بالکل منع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا استعمال نہ کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا ہے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ وغیرہ۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عقیقہ واجب ہے یا سُنت؟

سوال۔ عقیقہ واجب ہے یا سُنت؟

جواب۔ عقیقہ کے واجب غیر واجب ہونے میں اختلاف ہے حسن بصری تابعی اور ظاہریہ وجوب کے قائل ہیں اور جمہور کہتے ہیں سُنت ہے اور امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں نہ فرض ہے نہ سُنت اور کہا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نفل ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کے شاگرد امام محمد رح کے نزدیک قربانی کے ساتھ منسوخ ہو گیا ہے اور امام ابوحنیفہ رح سے یہ بھی روایت ہے کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی، اسلام نے اس کو مٹا دیا ہے شاید امام ابوحنیفہ رح کو عقیقہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں یہ تمام اقوال امام شوکانی رح نے نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ ۲۶ میں ذکر کئے ہیں۔ امام شوکانی رح کا میلان جمہور کے مذہب کی طرف معلوم ہوتا ہے جمہور کی دلیل حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں احب (جو دوست رکھے) کا لفظ چاہتا ہے کہ عقیقہ ضروری نہ ہو۔ مگر دلیل کمزور ہے کیونکہ دوسری احادیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض روایتوں میں صیغہ امر آیا ہے۔ "اَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا (اس سے خون بہاؤ)" آیا ہے۔ جو وجوب کے لئے ہے اور بعض میں "رَهِينَةٌ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ عقیقہ نہ ہو تو بچہ ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتا یا عقیقہ ایسا لازمی ہے جیسے کوئی شے گرو ہوتی ہے اور قرض کی ادائیگی کے بغیر چھوٹ نہیں سکتی۔ اور بعض نے اس کے معنیٰ کئے ہیں کہ وہ گروی کی طرح بند ہے جب تک عقیقہ نہ کیا جائے۔ نہ نام رکھا جائے نہ بال اتارے جائیں۔ اور بال اتارنے سے تو چارہ نہیں پس عقیقہ بھی ضروری ہو گیا۔ اور بعض روایتوں میں اَمَرَنَا کا لفظ آیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عقیقہ کا حکم دیا اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔ امام شوکانی رح نیل الاوطار جلد ۴ میں کہتے ہیں اگرچہ یہ الفاظ وجوب کے لئے ہیں۔ مگر مَنْ اَحَبَّ

کا لفظ قرینہ صارفہ ہے، اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ سے وجوب مراد نہیں بلکہ امر استحبابی مراد ہے لیکن امام شوکانی رحمہ اللہ کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر کا صیغہ یا امر کا لفظ کبھی قرینہ کے ساتھ استحباب کے لئے آجاتا ہے۔ لیکن رغبت کے معنی استحباب کیلئے مشکل ہے علاوہ اس کے من احب کا لفظ استحباب کے لئے تسلی بخش دلیل نہیں، دیکھئے قرآن مجید میں ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

کہہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

اس آیت میں وہی محبت کا لفظ ہے مگر باوجود اس کے آپ کی اتباع ضروری ہے ٹھیک اسی طرح حدیث مذکور کو سمجھ لینا چاہیئے۔ اصل بات یہ ہے جیسے شرط ہوتی ہے ویسے ہی جزاء کا حکم ہوتا ہے اللہ کی محبت چونکہ ضروری ہے اس سے آپ کی اتباع بھی ضروری ہے اسی طرح عقیقہ چونکہ ضروری ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے اس لئے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہم عمر یعنی دونوں مسنہ، اور لڑکی کی طرف سے ایک ضروری ہے یعنی کم نہ کرے۔ ہاں اگر حدیث یوں ہوتی کہ جو عقیقہ کرنا دوست رکھے وہ عقیقہ کرے تو پھر یہ حدیث استحباب کی دلیل بن سکتی تھی، اب نہیں۔ علاوہ اس کے محبت کے لفظ سے خلوص مقصود ہے پس اس صورت میں مطلب یہ ہوگا، جو اخلاص سے عقیقہ کرے وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف سے کرے اور ایک لڑکی کی طرف سے اور ظاہر ہے کہ اخلاص ضروری ہے پس عقیقہ خود ہی ضروری ہوگیا۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ انبالہ مورخہ ۶ شعبان ۱۳۵۶ھ

عقیقہ میں جانور کے عوض گوشت

سوال: عقیقہ کے لئے جانور ذبح کرنا ضروری ہے یا اس کے عوض گوشت بھی کافی ہے؟

جواب: حدیث میں لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنے کا ذکر ہے اس لئے گوشت کفایت نہیں کرسکتا، کیونکہ گوشت جانور نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

ختنہ کی ضیافت

سوال: ختنہ کی دعوت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ختنہ کرانے کے وقت ضیافت بدعت ہے اور ایک حدیث میں ہے ایک صحابی

کہتے ہیں کہ ہم اس اجتماع کو نوحہ سمجھتے تھے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

غلام رسول، غلام الٰہی۔ مولابخش نام

سوال۔ کیا غلام رسول۔ غلام الٰہی، مولابخش جیسے نام رکھنا جائز ہے جبکہ غلام رسول اور غلام الٰہی سے مراد خادم رسول اور خادم الٰہی ہو۔ اگر اس قسم کے نام جائز نہیں۔ تو پہلے رکھے ہوئے نام تبدیل کرنا ضروری ہیں یا غیر ضروری؟

جواب۔ بعض لوگ غلام رسول وغیرہ قسم کے نام رکھنے کے جواز کی گنجائش اس حدیث سے نکالتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَ اَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَکُلُّ نِسَآئِکُمْ اِمَآءُ اللّٰهِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَفَتَاتِیْ (مشکوٰۃ باب الاسامی) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص یوں نہ کہے مجھے میرا بندہ اور میری بندی ہے۔ تم مرد اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندیاں ہیں لیکن یوں کہے میرا غلام اور میری لونڈی اور میری خادمہ۔

مگر اس حدیث سے پوری تسلی نہیں۔ کیونکہ اس میں نسبت وقتی ہے اور جب نام ہو گیا تو نسبت پختہ ہو گئی، اس بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ اس قسم کے ناموں سے پرہیز کیا جائے۔ نیز جو لوگ یہ نام رکھتے ہیں ان کا عقیدہ بزرگوں کے متعلق کچھ تصرفات کا ہوتا ہے اس لئے وہ ان ناموں کے ذریعہ ان کی طرف نسبت کو محبوب اور باعث فخر سمجھتے ہیں اگر کسی شخص کا عقیدہ تصرفات کا نہ ہو تو ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے مشابہت ہے اس لئے بھی اس قسم کے ناموں سے پرہیز چاہیئے اور حدیث مذکور میں جو نسبت ہے وہ صرف آپس میں امتیاز کے لئے ہے یعنی زید کا غلام ہے عمرو کا نہیں اس میں عقیدت کا دخل نہیں جس سے شرک کا شبہ پڑے بس احتیاط اسی میں ہے کہ ان ناموں سے پرہیز کیا جائے رہا یہ امر کہ جن لوگوں کے اس قسم کے نام سندوں سارٹیفکیٹوں، رجسٹریوں وغیرہ کاغذات میں درج ہو چکے ہیں ان کا تبدیل کرنا چونکہ اختیار سے باہر ہے اس لئے ان کاغذات میں وہ رہیں اور آپس میں گفتگو کر لینے کے لئے تبدیل کر لینے بہتر ہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

صدقہ کے مال سے ضیافت

سوال ۔ ایک شخص نے کسی مسکین کو صدقہ دیا اس مسکین نے اسی مال سے اس معطی کی ضیافت کی۔ معطی کے لئے اس ضیافت کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ اس مال سے ضیافت نہ منظور کرنی چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فی سبیل اللہ گھوڑا دیا۔ پھر اس کو خریدنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ (مشکوۃ باب من لا یعود فی الصدقۃ) جب صدقہ کھانا جائز نہیں تو ضیافت کھانا کیسے جائز ہوگا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

حلال اور حرام کا بیان

چوکڑی بیٹھ کر کھانا

سوال ۔ کیا چوکڑی بیٹھ کر کھانا جائز ہے؟ اکل میں تربع داخل ہے یا نہیں۔

جواب ۔ قاموس میں ہے۔ اَمَّا اَنَا فَلَا آکُلُ مُتَّکِئًا اَیْ جَالِسًا عَلٰی هَیْئَةِ الْمُتَمَکِّنِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْهَیْئَاتِ الْمُسْتَدْعِیَةِ لِلْکَثْرَةِ الْاَکْلِ بَلْ کَانَ جُلُوْسُهٗ لِلْاَکْلِ مُقْعِیًا مُسْتَوْفِزًا غَیْرَ مُتَرَبِّعٍ وَلَا مُتَمَکِّنٍ وَلَیْسَ الْمُرَادُ الْمَیْلَ عَلٰی شِقٍّ کَمَا یَظُنُّهٗ عَوَامُّ الطَّلَبَةِ (قاموس مادہ وکا جلد اول) یعنی حدیث میں جو آیا ہے رسول اللہ وسلم جو فرماتے ہیں میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا تو اس کے معنی اچھی طرح آلتی پالتی مار کر کھانے کے ہیں اور اس کے مثل جو ایسی صورت ہو جس میں زیادہ کھانا کھایا جا سکے۔ وہ بھی تکیہ لگا کر کھانے میں داخل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ آپ دونوں گھٹنے کھڑے کرکے پاؤں پر بیٹھتے جیسے کوئی اٹھنے کو تیار ہوتا ہے۔ آلتی پالتی مار کر تسلی اطمینان سے نہیں کھاتے تھے اور اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ایک طرف جھک کر ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ جیسا عوام طلبہ خیال کرتے ہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے۔

وَاتَّکَأَ جَعَلَ لَهٗ مُتَّکَأً لِاَنَّ الْعَرَبَ اِذَا قَعَدُوْا عَلَی الطَّعَامِ اتَّکَئُوْا وَقَدْ نُهِیَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَنْ ذٰلِكَ فَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ الخ

یعنی عرب کہتے ہیں فلاں شخص نے فلاں شخص کے لئے مُتَّکَأ (کھانا) تیار کر دیا اس کو دیدیا۔ کھانے کو